لیکن اس طرح کے اشکالات کا اصولی جواب گذشتہ صفحات میں گذر چکا ہے کہ کسی فقیہہ یا مجتہد کے مسلک کو سامنے رکھ کر نفس شریعت پر اعتراض کرنا اصولاً صحیح نہیں ہے علاوہ ازیں یہ کہ مذکورہ جزئیہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حنفیہ کے یہاں اصلاً خلیفہ اور عوام میں فرق کیا گیا ہے کہ ایک کے لئے ایک کام گناہ ہو اور دوسرے کے لئے نہ ہو بلکہ اس حکم سے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ خلیفہ پر عملاً حد جاری کرنا ناممکن یا دشوار ہونے کی وجہ سے (کہ اس پر کون حد جاری کرے گا جبکہ اس کے اوپر کوئی دنیاوی حاکم نہیں ہے) امت مسلمہ ترک اجرار حد کی گناہگار نہیں ہوگی۔ لہٰذا اس جزئیہ کو عملی دشواری کی وجہ سے شرعی حکم پر عمل کرنے کی رخصت جیسے جزئیات پر محمول کیا جاسکتا ہے اور اس امر کی (کہ عذر کی وجہ سے حکم ساقط ہو جائے یا اس پر عمل نہ کرنے کی رخصت مل جائے) نظیریں شریعت میں بکثرت موجود ہیں۔ یہ بات اور زیادہ واضح ہو جاتی ہے مذکورہ کتاب کے مشہور شارع علامہ ابن عابدین شامیؒ کے اس تشریحی نوٹ سے:

قوله ولا ولاية لاحد عليه أي ليستوفيه وفائدة الايجاب الاستيفاء فاذا تعذر لم يجب۔	یعنی خلیفہ پر حد جاری کرنے کا کسی کو قانونی اختیار نہیں، اور حد کا واجب ہونے کا فائدہ اسی صورت میں ظاہر ہو سکتا ہے کہ وہ جاری کی جاسکے، تو جب حد کا جاری کرنا ناممکن ہو تو وہ واجب بھی نہیں رہتی (جیسے دار الحرب میں)

اگرچہ اس استدلال اور مسلک پر خود فقہائے احناف نے اعتراض کیا ہے مثلاً، مشہور فقیہہ اور حنفیت کے پرزور وکیل محقق ابن ہمام کہتے ہیں: